© rasailojaraid.com

شاہ عبدالحی اخقر بنگلوریؒ اور انکی علمی خدمات

(از)

(سید قدرت اللہ صدر شعبۂ اردو فاروق کالج کالیکٹ)

ریاست کرناٹک کے حدود اربعہ میں آندھرا پردیش۔ تامل ناڈو۔ مہاراشٹرا اور کیرلہ کے بعض علاقے بھی شامل تھے حکومتوں کی تبدیلی کے ساتھ ریاست کرناٹک کے حدود میں بھی تبدیلی واقع ہوتی رہی۔ ٹیپو سلطان شہیدؒ کے عہد میں ریاست کرناٹک سلطنت خداداد کے نام سے بہت ہی وسیع ہوگئی تھی۔ سلطنت خداداد کی چہل سالہ حیات میں سیاسی، سماجی علمی اور مذہبی کارناموں کا جو ریکارڈ قائم ہوا ہے وہ تاریخ ہند کبھی فراموش نہیں کرسکتی سلطنت خداداد اور موجودہ ریاست کرناٹک کے بعض شہروں میں اسلامی تعلیمات پر جو کام ہوا ہے وہ بجائے خود ایک تحقیق طلب موضوع ہے۔

سلطنت خداداد پر زوال آئے ایک سو اسی برس ہو گئے اس طویل مدت میں ریاست کرناٹک نے جو چند سال قبل ریاست میسور سے مشہور تھی۔ متعدد علمائے کرام اور صوفیائے عظام کے علاوہ کئی علمی و ادبی شخصیتوں کو بھی جنم دیا ہے جنھوں نے تصنیف و تالیف میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ اور اسلامی علوم و فنون کا بازار گرمایا ہے۔ ایک طرف علمائے دین نے زبان و قلم کے ذریعہ زوال یافتہ قوم میں دین و مذہب کا احیاء کیا تو دوسری طرف اہل باطن صوفیوں نے عوام و خواص کے دلوں کو روحانی انوار سے روشن کیا۔ بیسیوں مدرسے اور خانقاہیں قائم ہوئیں۔ عرصۂ دراز سے میسور، بنگلور، سرا، ہاسن، گلبرگہ، بدر اور بیجاپور وغیرہ اسلامی علوم و فنون کے اہم مراکز رہے ہیں۔

شہر بنگلور میں علامہ عبدالحی فرنگی محلی کے ہم نام اور ہم عصر ایک عظیم تر شخصیت گزری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے جس نے زبان وقلم کے ذریعہ دین کی عظیم الشان خدمت کی ہے۔

شاہ عبدالحی احقر بنگلوری ایک ایسے گھرانے کے چشم وچراغ تھے جس میں حکومت اور منصب داری نسلاً بعد نسلٍ چلی آئی تھی۔ اس خاندان کے افراد انتظامی اور فوجی مناصب کے اعلیٰ عہدوں پہ مامور تھے ان کے جد اعلیٰ مرزا رسول بیگ شاہجہاں آباد کے منصب دار تھے اور ان کے فرزند مرزا قاسم بیگ کو سلطنتِ مغلیہ کی جانب سے ریاست کرناٹک میں نلمنگل اور سنتی کپہ کا ایک وسیع علاقہ بطور جاگیر عطا کیا گیا تھا۔ یہ جاگیران کے فرزند مرزا حیدر بیگ کے بھی قبضہ میں رہی۔

مرزا قادر علی بیگ بن حیدر بیگ اعظم پور کے عملدار تھے اور یہ شہر ابھی تک اعظم پور کے نام سے بنگلور پونا ریلوے لائن پر واقع ہے۔ مرزا قادر علی بیگ کے فرزند مرزا حیدر علی بیگ نواب حیدر علی خاں کے عہد میں گلڈن ڈرگ اور بدنور کے آصف تھے۔ آئینۂ حیدری والتساع صفدری کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا حیدر علی بیگ بڑی شان وشوکت کے ساتھ اس منصب کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ان کے ہمشیرزادہ بھائی مرزا ابراہیم بیگ صغرسنی میں یتیم ہو گئے تھے۔ مرزا حیدر علی بیگ جو لاولد تھے انھیں متبنّیٰ بنا لیا۔ اور بڑی شفقت سے ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا۔ مرزا ابراہیم بیگ طبعزاد ذہانت کے مالک تھے علم وادب سے فراغت کے ساتھ گھڑسواری نیزہ بازی تیراندازی اور شمشیرزنی میں بھی بڑا کمال حاصل کیا۔

مرزا حیدر علی بیگ نے اپنے دورِ آصفی میں اپنے ہنرمند متبنّیٰ مرزا ابراہیم بیگ کو تنزوبکرہ کا عملدار اور فوج کا رسالدار بنا دیا۔ اور ان کا نکاح شاہ یوسف کی دختر کے ساتھ کر دیا۔ جو سات گڈھ کے مشہور صوفی شاہ آدم کی اولاد سے تھے جن کا مزار آج بھی زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

سنہ ۱۲۱۳ھ میں ٹیپو سلطان کی شہادت کے بعد سلطنتِ خداداد کا تختہ الٹ گیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سلطنت میں جو منصب دار بچ گئے تھے گوناگوں مصائب کا شکار ہو گئے۔ مرزا ابراہیم بیگ بھی اس ظلم و ستم کی زد میں آ گئے۔ انگریزوں نے انہیں عملداری سے برطرف کر دیا اور گھر کا کل سازو سامان ضبط کر لیا گیا۔ اور یہ لٹا ہوا خاندان بڑی بیکسی اور بے بسی کے عالم میں بنگلور ہجرت کر گیا اور اس واقعہ کے تقریباً بیس سال بعد ۱۲۳۴ھ میں مرزا ابراہیم بیگ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام بڈھن بیگ تھا جو بعد میں عبدالحی احقر بنگلوری کے نام سے مشہور ہوا۔

عبدالحی احقر کو بنگلور ہی میں متعدد علماء سے استفادہ کا موقعہ ملا۔ لڑکپن سے ہی آپ کا رجحان اسلامی تعلیمات کی طرف رہا۔ بڑے ذوق و شوق سے حصول علم میں مشغول رہے۔ اس دور کے بنگلوری علماء میں شاہ سید سجاد جلیل القدر مانے جاتے تھے۔ مولانا عبدالحی ان کے دامنِ تربیت سے وابستہ ہو گئے۔ شاہ سجاد اس ہونہار طالب علم کی فطری و اخلاقی خوبیوں سے بے حد متاثر تھے اور نہایت شفقت و ہمدردی سے انہیں علم و عمل صالح سے آراستہ کیا۔ اور ان میں علم و ادب کی صحیح چاشنی پیدا کی۔ اس دور کے عظیم ترین شخصیتوں کی علمی دینی اور فکری کاوشوں سے انہیں آگاہ کیا۔ شاہ عبدالحی کو وعظ و تبلیغ سے بے حد شوق تھا۔ ماہِ رمضان میں ہر روز بعد نماز عصر پانچ پانچ احادیث حفظ کر کے تشریحات مطالعہ فرماتے تھے اور بعد نماز تراویح مصلیان مسجد کو درسِ حدیث دیتے تھے۔ احادیثِ شریفہ کے اسرار و رموز کی گرہ کشائی کا طریقہ خداداد تھا۔ اندازِ تخاطب بھی اس قدر دلکش تھا کہ درس حدیث کے لئے جا بجا مدعو ہونے لگے۔ اور یہی سلسلۂ درس حدیث وعظ و نصیحت کا روپ لیکر ان کی زندگی کا مقصد بن گیا صغر سنی سے ہی متدین و متشرع رہا کرتے تھے۔ عوام و خواص دو دو تین ان کی وعظ و ارشاد کی محفلوں میں جوق در جوق شریک ہوا کرتے تھے شہرت ان کے قدم چومنے لگی۔ مولوی عبدالحی کے بجائے مولانا واعظ بنگلوری کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

شاہ عبدالحی میں متانت و بردباری اور عجز و انکساری بلا کی تھی تدین و تقویٰ ان کا شعار تھا۔ علم دین کے شیدا تھے ہر وقت انہیں اپنی تہی دامنی کا احساس ستاتا رہا۔ ان کے جذبۂ اطاعت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر استفادی جذبہ غالب آگیا۔

ویلور جو اس وقت علم و عرفان کا مرکز تھا جہاں شاہ عبداللطیف بیجاپوری رح نے ۱۲۳۵ھ سے ہی دینی درس و تدریس کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا۔ علم دین اور معرفت الٰہی کا فیضان تقریباً ایک صدی سے جاری تھا اقطاب ویلور کی علمی و فکری کاوشوں سے پورا جنوبی ہند فیضیاب ہو رہا تھا اور وہ درس گاہ آج بھی قائم ہے جو دارالعلوم لطیفیہ کہلاتی ہے جس کی بنیاد رکھے ڈھائی سو سال سے زیادہ مدت بیت گئی اور خاموشی دینی خدمت کرتے آرہا ہے۔

اس دارالعلوم کی شہرت و عظمت سے شاہ عبدالحی بے حد متاثر تھے۔ لہٰذا اس دانشکدہ سے آپ نے خود کو وابستہ کرلیا۔ اور اس دارالعلوم کے مختلف شیوخ سے استفادہ کرتے رہے اور خصوصاً سید شاہ محی الدین عبداللطیف قادری الملقب بہ قطب ویلور سے خوب استفادہ کیا دینی علوم سے فارغ ہوکر تصوف وسلوک کے مراحل بھی قطب ویلور رح کی نگرانی میں طے کئے۔ رشد و ارشاد اور فتوی کی اجازت حاصل کی۔ تصوف و سلوک کا خرقہ خلافت پایا۔

چونکہ شاہ عبدالحی رشد و ہدایت کے طالب اور جویا تھے استفادہ کا جہاں موقعہ ملا غنیمت جانا۔ چنانچہ سید احمد شہید رح کے خلیفہ سید محمد علی رامپوری مدراس وارد ہوئے ان کی بیعت کا سلسلہ جاری تھا تو ان کے خلیفہ میر احمد علی دہلوی سے بھی آپ نے ۱۲۶۳ھ میں بیعت حاصل کی اور شاہ عبدالعزیز کی تحریک کو ریاست کرناٹک میں عام کرنے کا سہرا آپ کے ہی سر تھا۔ مخالفین کی مخالفت کے پرخچے اڑا دیئے۔ مناظرہ اور مباحثہ میں کامیابی آپ کے قدم چومتی رہی۔ بعض متبرعین نے آپ کو اس سلسلہ میں وہابیت کا لقب بھی دیدیا تھا مگر آپ نے اس کی مطلق پروا نہ کی۔ دینی خدمت میں ۲۸ سال تک برابر لگے رہے ان کی عمر کا یہی وہ زرین دور ہے کہ جس میں ان کی بیسیوں تصنیفات و تالیفات وجود میں آئیں نعت گوئی کا بھی بے حد ذوق رکھتے تھے چنانچہ آپ کا ایک نعتیہ دیوان بھی موجود ہے اور اکثر تصانیف کے مقدمہ اور اختتام پر ایک نعت بھی پائی جاتی ہے۔ شاہ صاحب کی شاید ہی کوئی نعت ہو جس میں آپ نے جوار رسول مقبول صلعم میں مدفون ہونے کی خواہش ظاہر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ کی ہو۔ خدائے قدوس اپنے برگزیدہ بندوں کی آرزو کو پوری کر ہی دیتا ہے آخر ۱۳۱۸ھ میں حج بیت اللہ کے لئے نکلے حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لائے کسی بیماری کے بہانے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور ۲۴ر محرم سنہ ۱۳۱۹ھ کو جوار رسول میں مدفون و مغفور ہو گئے۔

شاہ عبد الحی خدا ترس آدمی تھے قرآن و حدیث کے شیدا تھے اصلاح معاشرت کا جذبہ فطری طور پر آپ میں موجود تھا زندگی بھر وعظ و ارشاد کی محفلیں گرماتے رہے کفایت شعاری اور استغناء ان کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی خدا کے بھٹکے ہوئے بندوں کو راہ راست پر لگانے میں نہایت بے باک تھے۔ انداز تخاطب دلکش تھا محفل وعظ پر ساحرانہ کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ وعظ و ارشاد کا سلسلہ عشا کی نماز سے شروع ہو کر بعض اوقات صبح کی نماز پر ختم ہوا کرتا تھا سامعین تہجد کے بعد گناہوں پر استغفار کیا کرتے تھے اور اپنے گناہوں کے داغ صبح کی نماز تک آنسوؤں سے دھویا کرتے تھے۔ چوں کہ آپ صاحب قال و صاحب حال تھے سامعین میں بعض اوقات رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اکثر اوقات غیر مسلم بھی آپ کی مجالس وعظ و نصیحت میں شریک ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوا کرتے تھے۔

شاہ عبد الحی احقر بنگلوری نے دین کے اہم موضوعات پر سو سے زیادہ تصانیف چھوڑی ہیں دین کا شاید ہی کوئی اہم موضوع ہو جس پر آپ نے ایک مستند مدلل اور جامع کتاب پیش نہ کی ہو۔ یہ ان خوش نصیب مصنفین میں سے ہیں جن کی زندگی میں ہی اکثر کتابیں طبع ہو کر مقبول خاص و عام ہو گئی ہیں راقم کے پاس شاہ عبد الحی بنگلوری کی چند کتابیں موجود ہیں جو میسور، بنگلور، مدراس، بمبئی اور دہلی ہو رہے شائع ہو چکی ہیں۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد، سیرت و تاریخ، تصوف اور اسلامی معاشرت پر نہایت گیرائی و گہرائی کے ساتھ دینی لٹریچر ہمارے لئے چھوڑا ہے۔ چنانچہ آپ کی چند اہم تصنیفات یہ ہیں۔

جواہر التفسیر فی السیر والتذکیر۔ عجیب مگر دلکش تفسیر ہے جس میں قرآنی الفاظ کی ساحرانہ دلکشی کو کھول کر رکھ دیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فیض الباری ترجمۂ تیسیر القاری شرح صحیح بخاری۔ یہ کتاب آٹھ ضخیم جلدوں میں ۱۲۹۶ھ سے پہلے شائع ہو چکی ہے راقم کا علم اگر صحیح ہے تو اردو میں فن حدیث اور خصوصاً بخاری اور اسکی شروحات پر یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو شاہ عبدالحی اختر بنگلوری کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے اس کتاب کے شروع میں فن حدیث کی اہمیت اور اس کے اصول پر نہایت واضح مقدمہ ہے جو شاہ عبدالحی بنگلور کی دقت نظر اور وسعت مطالعہ پر دلالت کرتا ہے اس کتاب کے علاوہ حدیث میں ثلاثیات بخاری اور اربعینات بھی نظمائے گئے ہیں۔

جنان السیرۃ فی احوال سید البشرؐ۔ یہ کتاب تقریباً چوبیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے جو تقریباً سوا سو سال سے جنوبی ہند کے عوام و خواص میں رائج ہے ہر دوسرے یا تیسرے سال کرناٹک اور آندھرا سے شائع ہو کر ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے اس کی شہرت کا یہ عالم ہے کہ یہ کتاب مصنف سے بھی زیادہ شہرت رکھتی ہے اور طباعت کا یہ عالم ہے کہ یہ بتانا مشکل ہے کہ آج بازار میں اس کا کونسا ایڈیشن چل رہا ہے۔ جن علماء نے اس کتاب کی بعض روایات پر شبہ کا اظہار کیا تھا مولانا بدر عالم کی کتاب ترجمان السنۃ دیکھنے کے بعد مولانا عبدالحی بنگلوری کے وسعت علم و فن پر حیرت کا اظہار کیا اور نہایت احترام کے ساتھ سراہا ہے۔

حدیقۃ الاحباب فی احوال الاصحابؓ تقریباً ۵۰۰ طویل صفحات پر مشتمل ہے نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ خلفائے اربعہ کی حیات و خلافت پر ایک جامع کتاب ہے جس میں شاہ صاحب نے خلفائے ثلاثہ پر طعن و تشنیع کی روایتوں کو بے وقعت ثابت کیا ہے اور بے حد سنجیدگی سے تاریخی اختلافات کو رفع کیا ہے اس کتاب کے مقدمہ میں خلافت کی دینی اہمیت اور اور صداقت پر قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک طویل بحث کی گئی ہے اور ساتھ ہی خلفائے اربعہ سے متعلق وارد شدہ آیات اور احادیث کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہے۔

علامہ عبدالحی بنگلوری کو اسلامی تاریخ پر کافی مہارت تھی سیرت و سوانح پر جس قدر کتابیں آپ نے لکھی ہیں ان میں نہایت ژرف نگاہی سے کام لیا ہے۔ تاریخ و سیرت پر سلسلہ وار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتابیں لکھی ہیں سیرۃ النبی پر جنان السیر اور گلزار اطہر سیرت صحابہ پر حدیقۃ الاحباب' حدیقۃ الابرار در فضائل آل اطہار ۔ فلاح کونین در ذکر حسنین ۔ تحفۂ مقبول در احوال بتول. سیرت محدثین و ائمہ کے سلسلہ میں چہار گلشن' روضۃ الابرار در احوال آئمۂ کبار. قلوب اصفیا ترجمہ تذکرۃ الاولیاء کے علاوہ تاریخ الخلفا للسیوطی کا بھی آپ نے ترجمہ کیا ہے ۔

مناظرہ کے سلسلہ میں دلائل منیفہ در اثبات مذہب ابوحنیفہ ۔ تحقیق الشفاعت رسالۂ مباحثہ . ید بیضا وغیرہ کتابیں تصنیف کی ہیں ۔ اصلاح معاشرت و عقائد کے سلسلہ میں چھوٹی بڑی پچیس سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں جن میں چند کتابوں کے نام یہ ہیں حقوق المومنین حقوق الزوجین۔ تحفۂ بنات در رد بدعات ۔ رد الملحدین ۔ سعادت ابد بہ اور تنبیہ الغافلین وغیرہ کافی مشہور ہیں ۔

جمعہ کے اردو خطبات کے جواز میں فتوی دیکر ایک کتاب خطبات حرمین شریفین کے نام سے پیش کیا ہے اس کتاب میں چند عربی خطبات کے منظوم ترجمہ کے علاوہ بارہ مہینوں سے متعلق عوام میں جاری شدہ رسوم کی تردید قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح راہ پر گامزن ہونے کے لئے بہت سے ترغیبی خطبات بھی موجود ہیں اور یہ کتاب جنوبی ہند کی اکثر مساجد میں تقریباً سو سال سے پڑھی جا رہی ہے ۔

علامہ عبدالحی بنگلوری کی تصنیفات ایک سو سے زیادہ موجود ہیں جیساکہ ان کے فرزند مولانا عبدالقادر صوفی نے اپنی مختلف کتابوں میں ذکر کیا ہے ۔ اور خود مولانا عبدالحی نے بھی جا بجا اپنی تصنیفات کے نام گنائے ہیں ۔

تقریباً آٹھ سال سے راقم علامہ عبدالحی احقر بنگلوری کی حیات اور کارناموں پر تحقیق کر رہا ہے ۔ اب تک تقریباً نوے کتب کے نام مل چکے ہیں ۔ جن کا ذکر شاہ صاحب نے خود اپنی تصنیفات میں جا بجا کیا ہے ۔ اس ناچیز کو موصوف کی تقریباً پچاس کتابیں دیکھنے کا موقعہ ملا ہے جن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کہ ریاست کرناٹک کا یہ ایک بے نظیر عالم اور مصنف گزرا ہے جس پر زمانے کی ستم ظریفی یہ ہے کہ اس جلیل القدر کثیر التصانیف بزرگ کا نہ تاریخ ذ ادبِ اردو میں جگہ ملی اور نہ تاریخ ثقافت اسلامی میں اس کا ذکر آیا ہے

بہرکیف علامہ عبدالحی بنگلوری عربی فارسی اور اردو میں کافی مہارت رکھتے تھے اسلامی لٹریچر میں بہت بلند مقام کے حامل تھے اکثر بلکہ کل کتب میں اردو میں لکھی گئی ہیں زبان صاف اور شیریں ہے نظم و نثر پر یکساں قدرت رکھتے تھے اپنی منظوم اور منثور تصانیف میں عربی و فارسی عبارتیں اور اشعار نہایت خوبی سے سجا دیتے ہیں فصاحت و بلاغت کے گل کھلانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا مگر وہ ابلاغ کو خاص اہمیت دیتے تھے مافی الضمیر کو قاری کے ذہن پر نقش کرنا ان کا اولین مقصد تھا چنانچہ فرماتے ہیں۔

در عربی و فارسی اے باصواب
شعر کی سیر میں ہیں بہت سی کتاب
لیک ہے ہندی میں بہت کم تو جان
اس لئے کم جانے سیر ہندیاں
اب جو ہے اس ملک میں ہندی زباں
کرتا ہوں میں اسی زبان پر بیاں
ہے مجھے مقصود کہ سمجھے عوام۔
شعر کی ہرگز نہ نزاکت سے کام

مولانا احقر بنگلوری کی تصانیف کے تمام نام۔ عربی و فارسی مسجع عبارت میں ہیں اور ان کتابوں کی سرخیاں بھی مسجع واقع ہوئی ہیں۔ قرآن و حدیث کی عبارتیں برجستہ استعمال کرنے کی عادت تھی۔ تقریر و تحریر میں ان کی یہ عادت نمایاں ہے۔ اظہار خیال میں استنباطی نقطۂ نظر ملحوظ رہتا ہے۔ باقی آئندہ

فہرست کتب و قواعد ضوابط کی کاپی مفت طلب فرمائیے۔

© rasailojaraid.com